بـــزمِ دانـــش | فکر و نظر | مستقل کالم

نکسلائٹ تحریک

ملکی امن و استحکام کے لیے ایک بڑا چیلنج

"**بزمِ دانش**" میں آپ ہر ماہ بدلتے حالات اور ابھرتے مسائل پر فکر و بصیرت سے لبریز نگارشات پڑھ رہے ہیں۔ ہم ارباب قلم اور علماے اسلام کو آواز دیتے ہیں کہ وہ دیے گئے موضوعات پر اپنی گراں قدر اور جامع تحریریں ارسال فرمائیں۔ غیر معیاری اور تاخیر سے موصول ہونے والی تحریروں کی اشاعت سے ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔ **از: مبارک حسین مصباحی**

مارچ ۲۰۱۰ء کا عنوان	ملی مسائل اور ہماری بے حسی
اپریل ۲۰۱۰ء کا عنوان	دعوت و تبلیغ کا نبوی اسلوب

نکسلزم مروجہ دہشت گردی سے بھی زیادہ خطرناک ہے

غالباً معاشی استحصال اور سیاسی عدم مساوات کے نتیجے میں ۵/ مئی ۱۹۶۷ء میں نکسل واد کا جنم ہوا۔ اسی سال انھوں نے اپنی پارٹی کی تشکیل دی اور باضابطہ ۲۰۰۴ء میں مرکزی حکومت سے بغاوت کا اعلان کیا۔ ان کا ٹریننگ سینٹر معدنیاتی وسائل سے بھرپور ریاست جھارکھنڈ میں ہے اور مغربی بنگال، بہار، اڑیسہ اور آندھرا پردیش کے بعض علاقوں میں بھی ان کا اچھا خاصا اثر ورسوخ ہے۔ ان کی مٹھی بھر جماعت اپنے زمانۂ قیام سے اب تک تشدد پسندانہ کارروائیوں میں ملوث رہی ہے۔ یہ لوگ پولیس افسران اور سیاسی لیڈروں کو قتل کرتے ہیں، سرکاری املاک کو تباہ کرتے ہیں، اسکولوں، کالجوں اور موبائل ٹاوروں کو دھماکے سے اڑادیتے ہیں۔ سڑکوں اور ریلوے کو نقصان پہنچانا ان کے لیے چھوٹی سی بات ہے۔ عوام کو ڈرادھمکا کر ان سے موٹی رقمیں وصول کرنا ان کا روزمرہ کا معمول ہے۔ غرض ایک متمدن معاشرہ ان کی کارگزاریوں کے سبب بری طرح تشدد کی آگ میں جھلس رہا ہے۔ ان کی کارکردگی کا ایک مختصر جائزہ ملاحظہ کیجیے۔

گزشتہ ۳/ برسوں میں نکسلی تشدد کے نتیجے میں ۲۶۰۰/ جانیں تلف ہو چکی ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق نکسلی تشدد سے متاثر چار ریاستوں، چھتیس گڑھ، بہار، اڑیسہ اور جھارکھنڈ میں ہی جنوری ۲۰۰۶ء سے اگست ۲۰۰۹ء کے درمیان تقریباً ۲۲۱۲/ افراد مارے جاچکے ہیں۔ صرف ریاست جھارکھنڈ میں جنوری ۲۰۰۳ء سے اب تک ۳۳۹/ پولیس افسران ان کے تشدد کا شکار ہو چکے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کے ایک سینیر افسر کے بیان کے مطابق تین سال کے درمیان ۵۸۰۰/ نکسلی واردات ہوئے ہیں۔ وزیر داخلہ پی. چدمبرم کے مطابق ملک کی ۲۰/ ریاستوں میں ماؤنوازوں کا اثر ہے۔ طرفہ یہ کہ ریاستی حکومتیں ان کے خلاف کوئی ٹھوس اقدام کرنے سے عاجز ہیں۔ چھتیس گڑھ کے امورِ داخلہ کے وزیر ننکی رام کنور نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ماؤنوازوں کا نیٹ ورک ریاستی حکومت کے مقابلے میں کافی مضبوط ہے۔ باغی ماؤنواز کئی محاذوں پر سلامتی دستوں پر بھاری پڑ رہے ہیں۔ اس صورتِ حال سے پریشان ہو کر وزیر داخلہ پی. چدمبرم نے ماؤنوازوں اور نکسلیوں کو وارننگ دی کہ وہ تشدد ترک کریں اور مذاکرات کے ذریعہ مسائل کے حل کے لیے آگے آئیں ورنہ ان کے خلاف سخت کارروائی کا سلسلہ جاری رہے گا۔

وزیر داخلہ کے اس بیان کے بعد وزیر اعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ نے بھی اپنے ایک بیان میں ماؤنوازوں (نکسلیوں) کے خلاف سخت گیر

موقف اختیار کیا اور نکسلی تحریک کو ملک کے لیے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا، ساتھ ہی ان سے نمٹنے کے لیے ۴۰/ ہزار نیم فوجی دستوں کو شامل کیا نیز ۷۳۰۰/ کروڑ کے پیکیج کا بھی اعلان کیا۔ لیکن جس اعلیٰ پیمانے پر انھوں نے تشدد کا تانڈو برپا کیا ہے کہ مرکزی حکومت اور فوجی دستوں کے دانت کھٹے کر دیے۔

وزیر داخلہ نے یہ بھی کہا ہے کہ انھیں بنگلہ دیش، میانمار اور نیپال سے اسلحہ مل رہا ہے۔ نیز ایک خبر کے مطابق نیپالی ماؤنوازوں نے ہندوستانی ماؤنوازوں کی حمایت اور تعاون کا اعلان بھی کیا ہے۔ لیکن یہ تعاون کس نوعیت کا ہے اس کے بارے میں ابھی کچھ کہنا مشکل ہے۔ بہر حال مذکورہ بالا حقائق کے مدِنظر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ نکسلی ملکی امن واستحکام کے لیے ایک زبردست چیلنج بن چکے ہیں۔ بلکہ نکسلی تحریک کا بغور مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہے کہ یہ مروجہ دہشت گردی سے بھی زیادہ خطرناک ہے، کیوں کہ اس میں نسبتاً جان ومال کا اتلاف زیادہ ہو رہا ہے۔ نکسلیوں کی اس تحریک کو ناکام بنانے اور متاثرہ ریاستوں میں امن وامان کی صورت بحال کرنے کے لیے مرکز اور ریاست دونوں کو ٹھوس اقدامات کرنے ہوں گے۔ فوجی طاقت کے استعمال کے بجائے نکسل وادی تحریک کے وجود میں آنے کے اسباب پر بھی غور کرنا ہوگا، مزید گفت و شنید کی راہیں بھی اختیار کرنی ہوں گی۔ اس کے ضمن میں مقامی لوگوں کا تعاون بھی آسانیاں فراہم کر سکتا ہے۔ اگر اس معاملے میں تساہلی سے کام لیا گیا تو یہ تحریک دن بہ دن مستحکم ہوتی جائے گی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان سے نمٹنا بھی مشکل ہوتا جائے گا۔

از: سید محمد جید ربانی، جامعہ صمدیہ، پھپھوند شریف، اوریا

نکسلیوں نے حکومت کے خلاف ہتھیار کیوں اٹھالیے ہیں

مارکس وادی کمیونسٹ پارٹی کے چاروں مجمدار اور کانو سانیال نے چین کے انقلابی رہ نما ''ماؤزیدونگے'' کے نظریہ سے متاثر ہو کر سرزمینِ بنگال میں ''ریولیوشنری'' اپوزیشن پارٹی تشکیل دی۔ اس پارٹی نے ۱۹۶۷ء میں مغربی بنگال کے نکسل واڑی گاؤں میں زمیں داروں کے خلاف ''سنتھال'' نامی پر تشدد بغاوت کا آغاز کیا تھا۔ اس لیے اس تحریک کو ''نکسلائٹ تحریک'' کہا جاتا ہے۔ اس واقعہ کے بعد نکسلیوں کی کئی تنظیمیں بنیں۔ بھارتیہ کمیونسٹ پارٹی مالے، بھارتیہ کمیونسٹ پارٹی لینن وادی، بھارتیہ کمیونسٹ سینٹر اور پیوپلس وار گروپ (P.W.G.) حالاں کہ ۱۹۷۰ء میں بھارتیہ کمیونسٹ پارٹی مالے کمزور پڑ گئی۔ اس کے بعد مارکس وادی کمیونسٹ سینٹر بہار، جھارکھنڈ اور چھتیس گڑھ اور پیوپلس وار گروپ آندھرا پردیش میں سرگرم ہوئے۔ ۱۹۹۰ء کے درمیان نکسلیوں کے کارکنان کی تعداد ۳۰/ ہزار تھی جو ہتھیاروں سے لیس رہتے تھے۔ سی. پی. آئی. مالے نے ۲۰۰۰ء میں تشدد ترک کر دیا تھا۔ اس کے بعد اس نے الیکشن میں حصہ لیا۔ لیکن .M.C.C اور .P.W.G نے ۲۰۰۴ء میں آپس میں ہاتھ ملالیا۔ اس کے بعد نئی تنظیم بھارتیہ کمیونسٹ (ماؤوادی) کا جنم ہوا۔ نکسلی تحریک کا اصل مقصد پولیس اور مال دار طبقہ کے ذریعہ غریبوں پر ہو رہے ظلم کا تدارک کرنا ہے۔ ملک کی ۱۵/ ریاستوں کے ۱۵۰/ اضلاع نکسلیوں کے زیرِ اثر ہیں۔ نکسلی مختلف گروپوں میں آندھرا پردیش، بہار، بنگال، اڑیسہ، جھارکھنڈ، کرناٹک، یو. پی. کے کچھ حصے اور چھتیس گڑھ میں سرگرم ہیں۔ لیکن سبھی نکسلی گروپ بھارتیہ کمیونسٹ پارٹی (ماؤنواز) سے جڑے ہیں۔ ان علاقوں کا ریڈ الٹرا (لال گلیارہ) کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ نکسلیوں نے اپنی تنظیم میں بھرتی کی عمر بھی طے کر رکھی ہے جو ۱۸/ سے ۳۰/ برس تک ہے۔ ان کی تنظیموں میں عورتوں کی بھی بھرتی ہوتی ہے۔ نکسلیوں کی باقاعدہ وزارت ہوتی ہے اور ان میں فوج کے طرز پر کمانڈر، جنرل، کرنل جیسے عہدوں کی تقسیم ہوتی ہے۔ نکسلیوں کو دیہی عوام کی زبردست حمایت حاصل ہوتی ہے۔ جھارکھنڈ کے سینٹرل ریزرو پولیس کے ڈپٹی انسپکٹر آلوک راج کہتے ہیں: ''ریاست میں نکسلیوں سے متعلق کئی گروپ سرگرم ہیں جو سالانہ ۱۵۰/ کروڑ روپے زمیں داروں، پٹرول پمپ مالکوں اور زمین مافیا سے وصول کرتے ہیں۔ نیز نکسلی انھیں رسید بھی دیتے ہیں۔ آج کل ماؤنوازوں کے سربراہ کشن جی ہیں۔ وہی پوری تنظیم کو چلاتے ہیں۔ جب داخلہ سکریٹری جے. کے. پلئی نے کہا کہ نکسلیوں کو دیسی ہتھیار چین سے حاصل ہوتے ہیں۔ تب کشن جی نے بی. بی. سی. ہندی سروس کو فون کر کے بتایا کہ ''ہم لوگ تو خود ہی چین کے آج کل کے حالات سے

متفق نہیں ہیں تو ہم ان سے ہتھیار کیوں لیں گے۔ انھوں نے کہا نیپال کے ماؤنوازوں سے ہمارا رابطہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے اور کل بھی رہے گا۔"

نکسلی اپنے حلقۂ اثر میں جَن عدالت (عوامی عدالت) لگاتے ہیں جس میں باقاعدہ گواہی اور گاؤں والوں سے مجرم کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے بعد اگر مجرم پر جرم ثابت ہو گیا تو وہیں پر مجرم کو سزا سنا دی جاتی ہے۔ اکثر دیہی عوام نکسلیوں کی جن عدالت سے فیصلہ کرواتے ہیں اور ایسا اس لیے ہے کہ عدالتوں کے ذریعہ فیصلے آنے میں برسوں لگ جاتے ہیں، نیز ہمارے عدالتی نظام میں کئی طرح کی خرابیاں رائج ہیں۔ قریب ۸/ ماہ پہلے کی بات ہے مغربی بنگال کے دیہی عوام نے نکسلیوں کے ساتھ مل کر لال گڑھ علاقہ پر اپنی متوازی حکومت قائم کر لی تھی۔ دیہی عوام نے ایسا اس لیے کیا کہ اس علاقہ کی سڑکیں خراب تھیں، نوجوان بے روزگار تھے، علاقہ میں حکومت کی طرف سے کوئی کام نہیں کیا گیا۔ اس واقعہ نے حکومت کے پسینے چھڑا دیے تھے۔ کافی جدوجہد کے بعد فوجی دستوں نے لال گڑھ کو ماؤنوازوں سے آزاد کرایا۔ ۱۵/ اکتوبر ۲۰۰۹ء میں ماؤنوازوں نے راج دھانی ایکسپریس کو ۱۰/ گھنٹے تک روک کر اپنی طاقت کا احساس کرا دیا تھا۔ ٹرین جب ماؤنوازوں سے آزاد ہونے کے بعد مغل سرائے اسٹیشن پہنچی تو بہت سے مسافروں نے روتے ہوئے اپنی داستانِ غم کچھ یوں بیان کی:

"ہماری مدد کے لیے کئی گھنٹوں تک پولیس نہیں پہنچی۔ ان سے تو اچھے ماؤ وادی تھے جنھوں نے ہمارا سامان پوچھ پوچھ کر دیا اور کہا کہ آپ لوگ ٹرین سے اتر جائیں، کیوں کہ ہم لوگ ٹرین کو آگ لگا دیں گے۔"

ان سب باتوں سے ایک بات صاف ہوتی ہے کہ حکومت کی پالیسیوں ہی کی وجہ سے نکسلزم بڑھا ہے۔ راہل گاندھی نے بھی اپنے جھارکھنڈ دورہ پر اس بات کو مانا کہ حکومت کے ذریعہ دیہاتوں (پس ماندہ علاقہ) میں ترقیاتی کام نہ پہنچنے کے سبب ہی نکسلزم بڑھا ہے۔ راہل گاندھی نے کہا کہ "ہمیں ملک کے ترقی یافتہ حصے اور اس کے پس ماندہ حصے جو کہ ترقی کی دوڑ میں کافی پیچھے رہ گئے ہیں، جوڑنا ہوگا۔" (سہارا، ۱۷/ اکتوبر ۲۰۰۹)

وزیر داخلہ پی. چدمبرم کہتے ہیں کہ "اگر نکسلیوں نے تشدد ترک نہ کیا تو ان کے خلاف سخت کارروائی ہوگی"۔ وزیر داخلہ یہ کیوں نہیں بتاتے کہ آخر ایسے حالات پیدا ہی کیوں ہوئے کہ ہندوستان کے ہزاروں نوجوانوں کو حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھانا پڑے۔ ماؤ وادی کوئی باہر سے تو نہیں آئے، بلکہ اسی سرزمین ہند میں پیدا ہوئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ نکسلیوں کے ذریعہ کیا گیا تشدد صحیح ہے بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ آخر حکومت ان اسباب کا تجزیہ کیوں نہیں کرتی جن کی وجہ سے نکسلی پیدا ہوئے۔ دراصل جب تک غریبوں پر ظلم ہوتا رہے گا اور ترقیاتی کام دیہاتوں میں پوری طرح لاگو نہیں ہو جاتے تب تک نکسلزم کا خاتمہ ممکن نہیں۔

کچھ ماہ پہلے گوالیار (مدھیہ پردیش) سے تقریباً ۲۵/ ہزار لوگ دہلی آئے۔ مسئلہ تھا دبنگوں کے ذریعہ ان کی زمین چھیننے کا، حکومت کے ایک وزیر نے مظاہرہ کر رہے ان لوگوں کو یقین دہانی کرائی تب کہیں جا کر وہ واپس ہوئے۔ اب حکومت کو سمجھنا چاہیے کہ اگر ۲۵/ ہزار لوگ ناامید ہو کر راج دھانی دہلی سے واپس جائیں گے تو ہو سکتا ہے کہ گوالیار دوسرا نکسلزم کا علاقہ بن جائے۔

وزیر اعظم منموہن سنگھ جو کہ ایک ماہر اقتصادیات ہیں، ان کا کہنا ہے کہ "نکسلزم داخلی استحکام کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔" لیکن ماہرین اقتصادیات اس کی وجہ کیوں نہیں بتاتے؟ آخر ملک میں پلے بڑھے نوجوانوں نے حکومت کے خلاف ہتھیار کیوں اٹھا لیے ہیں؟ آخر نکسلی تحریک حکومت کی لاکھ کوششوں کے باوجود کیوں بڑھ رہی ہے؟ نیز وزیر اعظم کو یہ بتانا چاہیے کہ نکسلیوں کی مختلف کارروائیوں کے باوجود دیہی عوام کی انھیں کیوں زبردست حمایت حاصل ہے؟

جب راقم الحروف یہ مضمون سپردِ قرطاس کر رہا تھا تو ایک دردناک خبر آئی کہ "کچھ ماہ پہلے جموں کشمیر میں جن دو لڑکیوں (آسیہ و نیلوفر) کی جن فوجیوں کے ذریعہ عصمت دری کی گئی تھی اور انھیں قتل کر دیا گیا تھا، ان فوجیوں کو سی. بی. آئی. نے کلین چٹ دے دی اور یہ بھی کہا کہ ان لڑکیوں کی موت قتل سے نہیں بلکہ نالے میں ڈوب جانے کی وجہ سے واقع ہوئی ہے۔ حکومت کو سمجھنا چاہیے کہ جب مظلوموں کے ساتھ حکومت اس طرح کی حرکت کرے گی تو کیا بے یار و مددگار مظلوم حکومت سے بغاوت نہیں کرے گا؟ اس لیے حکومت کو غریبوں کے ساتھ ہو رہے ظلم کا تدارک کرنا چاہیے۔ نیز پس ماندہ علاقوں میں ترقیاتی کام پر توجہ دی جائے اور ماؤنوازوں کے ساتھ مذاکرات کی بھی ضرورت ہے۔

از: سید احمد القادری، امجھر شریف، اورنگ آباد